[بُستانِ بنی عامر (یا حِل کے کسی مقام) کا قصد رکھنے والے کے احرام کا مسئلہ]

جَوابٌ عَن دخُولِ بُستَانِ بَنی عَامِرٍ لِلتَّخلّصِ مِن الإِحْرامِ

رسالة من رسائل: شيخ الإسلام مفتى مكة مكرمة؛

العلامة إبراهيم بن حسين بن أحمد الحنفي؛ المعروف بـــ بيرى زاده

المتوفى : ١٠٩٩ هـ

مترجم

شيخ الحديث دكتور مفتي **محمد عطاء الله النّعيمي** مدّظله العالى

(شيخ الحديث ورئيس دارالإفتاء بجامعة النّور)

تحقیق وتخریج وحواشی

ابواللیث علامہ محمد طاہر قادری نعیمی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب	:	جواب عن دخول بستان بنی عامر للتخلص من الإحرام
مُصنّف	:	شیخ الإسلام ابراھیم بن حسین بن احمد البیری
مترجم	:	شیخ الحدیث حضرت علامہ **مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی** مدظلہ العالی
تحقیق وتخریج	:	علّامہ ابو اللیث محمد طاہر القادری النعیمی
سن اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۴۴ ہجری / اپریل ۲۰۲۳ء
تعداد	:	4500
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت، کراچی، پاکستان
		نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،
		فون:021-32439799
خوشخبری	:	یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمدللہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) کا شعبہ دارالافتاء النّور ایک طویل عرصے سے علمی فقہی میدان میں عوامِ اہلسنّت کی خدمت میں مصروف ہے اور جامعۃ النّور سے فارغ التحصیل علماء علمِ دین کے مختلف شعبوں سے منسلک ہو کر علمِ دین کی ترویج و اشاعت میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ دارالافتاء النّور نے عوام و خواص اہلسنت کے لئے کیا کچھ کیا اس کی فہرست طویل ہے۔ ہم حجاجِ کرام اور معتمرین کو پیش آنے والے مسائل کے حوالے سے ہی بات کریں تو ہمارے دارالافتاء سے حج و عمرہ کے بارے میں اتنے فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں کہ شاید ہی کسی اور جگہ سے ایک ہی موضوع پر اس قدر فتاویٰ جاری ہوئے ہوں، یہاں تک کہ اب تک فتاویٰ حج و عمرہ کے اٹھارہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اسی موضوع پر اسلاف کے متعدّد رسائل کا اردو زبان میں ترجمہ نصوص کی تخریج کے ساتھ شائع ہو چکا ہے اور زیرِ نظر رسالہ بھی احرام کے بارے میں ہے کہ اگر کوئی شخص میقات سے گزرے اور اس کا ارادہ حِلّ کا کوئی مقام کا تو اس پر احرام لازم ہو گا یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر میقات سے احرام واجب نہیں ہو گا اگرچہ وہ بعد میں حرم شریف ہی جائے۔ کُتُبِ فقہ میں اس مسئلہ کو بیان کیا گیا اور بُستان بن عامر کا تذکرہ کیا گیا جو حِلّ کا ایک مقام ہے۔

اس موضوع پر بعض علماءِ کرام نے مستقل رسائل بھی تحریر کئے جیسے یہ رسالہ علّامہ بیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر کیا۔ اس طرح علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی کے بھائی شیخ حمید سندھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس پر موضوع پر رسالہ تحریر کیا جو ہنوز شائع نہیں ہوا۔

شیخ الاسلام مفتی مکہ مکرمہ علّامہ ابراہیم بن حسین بیری زادہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر رسالہ عربی زبان میں تھا جس کا اردو ترجمہ ہمارے ادارے کے **شیخ الحدیث، دارالافتاء کے**

سربراہ **ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ** نے کیا اور اس رسالہ پر تخریج و حواشی کام مفتی صاحب کے ایک شاگرد ہمارے ادارے **جامعۃ النّور کے فاضل اور استاد علّامہ ابو اللیث محمد طاہر القادری النّعیمی** نے کیا۔

ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت کے 346 ویں نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب اور علّامہ محمد طاہر صاحب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

مختصر تعارف

مفتیءِ مکّہ مکرّمہ شیخ برھان الدین **أبو محمد إبراھیم بن حسین** بن أحمد بن بیری المکّی الحنفی
المعروف بـ"**بیری زادہ**"

(از: أبو اللّیث محمّد طاھر القادری النعیمی)

نام ونسب:

آپ کا مکمل نام شیخ برہان الدین ابو محمد ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری ہے۔ آپ "مفتیءِ مکہ مکرمہ" اور "بیری زادہ" کے لقب سے مشہور ہوئے۔
آپ کے دادا کے جدِّ اکبر کی نسبت سے آپ کو بیری زادہ کہا جاتا ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ایک اندازے کے مطابق ۱۰۲۰ھ میں ہوئی، جب آپ کے والد سفرِ حرمین کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی پرورش مکّہ مکرّمہ میں ہوئی۔

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا 'محمد بن احمد بیری' اور شیخ الاسلام عبدالرحمٰن بن عیسیٰ المرشدی (ت۔۱۰۳۷ھ۔)، قاضی احمد بن عیسیٰ المرشدی (ت۔۱۰۸۵ھ۔)، شیخ ابو بکر القصیر المغربی، شیخ شہاب الدین الخفاجی (ت۔۱۰۸۵ھ۔) وغیرہم سے حاصل کی، اسکے علاوہ علوم عربیہ میں: "علی بن أبو بکر الجمال" اور علوم حدیث میں: "محمد بن علی بن علان مکی" آپ کے اساتذہ ہیں۔ آپ کو کثیر مشائخِ حجاز ومصر سے اجازاتِ علمی حاصل ہوئیں۔

خدمات وتعارف علمی:

علامہ بیری زادہ گیارہویں صدی ہجری کے اکابر فقہاءِ حنفیہ میں سے تھے۔ آپ ایک فقیہ فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ مُحدّث کامل اور مجدّدِ مآثرِ علوم تھے۔ علمِ فتویٰ میں یگانۂ زمانہ رہے، اہل علم وفضل کے نزدیک جلالت وفضیلت کے سبب مشہور تھے۔ کئی سالوں تک مکہ مکرمہ کی مسندِ افتاء آپ کے سپرد رہی۔ نقلِ احکام وتحریر مسائل میں آپ کی خدمات کا اندازہ آپ کی تحریرات سے بخوبی ہوجاتا ہے۔

تصانیف:

آپ کے علمی کارناموں میں مستقل تصانیف، رسائل، شروحات اور تلخیصات سبھی شامل ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد ستر سے بھی زائد ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

مستقل تالیفات وتصانیف:

1) إعلام الأعلام بمهمات مسائل الحكام

2) الإتحاف بالأحاديث الواردة في الطواف

3) الإراءة في حكم الطلاق المعلق بصحة البراءة

4) الأمنية في صحة الوضوء بلا نية

5) التعبير المنير على مواضع من شرح المنسك الصغير

6) السهم الصائب على من حكم من نواب الوقت على الغائب

7) السيف المسلول في دفع الصدقة لآل الرسول

8) الفوائد المكية على العقائد القدسية

9) اللمعة في حكم الصلاة الأربع بعد الجمعة

10) المتعة في عدم جواز استخلاف خطيب الجمعة

11) النقول المتتابعة في حكم رفع الإمام رأسه ولم يعقد في الرابعة

12) إزالة الضنك في المراد من يوم الشك

13) بذل المهة فيما يجب ويسوغ فعله للزوجة

14) بلوغ الأرب في أرض الحجاز وجزيرة العرب

15) بلوغ المنى في أحكام مِنى

16) تبليغ الأمل في عدم جواز التقليد بعد العمل

17) تحصيل الأجر في أبانة حد الجهر

18) دفع الضرر في الترخص بتأخير الصلاة في السفر

19) رد القول العنيد في جواز الاقتداء بالمخالف في العيد

20) رفع الإبهام في بيان صحة الصلاة مع الإعلام

21) رفع الإضرار في رد القول بأن قبول الابرار إقرار

22) رفع القبض في حكم القبض

23) عدة السالك في أحكام المناسب

آپ کے رسائل:

1) رسالة حكم الإيثار بالقرب والقول التام في إنفساخ الدار المستأجرة بالانهدام

2) رسالة حكم في الاستبراء

3) رسالة في استعمال الحيلة لمن قصد مجاوزة الميقات

4) رسالة في الاستثناء في اليمين الكاذبة والإتحاف بمهمات مسائل الأوقاف

5) رسالة في الإشارة في التشهد

6) رسالة في الحضانة

7) رسالة في المِسك والزباد

8) رسالة في إيصال الثواب للأموات

9) رسالة في إيضاح الألفاظ الغريبة

10) رسالة في بيان أقسام الرشوة

11) رسالة في بيان السكك

12) رسالة في بيض الصيد إذا دخل الحرم

13) جَوابٌ عَن دخُولِ بُستَانِ بَنى عَامِرٍ لِلتَّخلّصِ مِن الإِحْرامِ (**یہ رسالہ ترجمہ وتحقیق وتخریج و حواشیءِ مفیدہ کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہے**)

14) رسالة في تكفير الحج للتعبات والكبائر

15) رسالة في جمرة العقبة

16) رسالة في جواز الصيد بالبندقة

17) القول الأزهر في فيما يفتي بقول زفر

18) رسالة في جواز العمرة في أشهر الحج

19) رسالة في حكم استعمال أواني الفضة والذهب

20) رسالة في حكم إسقاط الصلاة

21) رسالة في حكم الاقتداء بالمخالف وهي غير الأولى

22) رسالة في حكم البناء بمِنى

23) رسالة في حكم التغزير بأخذ المال

24) رسالة في حكم التقليد

25) رسالة في حكم الدهن وقد ماتت فيه القارة

26) رسالة في حكم الفرغ والاستدلال في حكم الاستبدال

27) رسالة في حكم الواقع بالطلاق الصريح

28) رسالة في حكم الوقف على من كان أعزب

29) رسالة في حكم بيع العدة والأمانة

30) رسالة في حكم تعاطي التنباك

31) رسالة في حكم جعل الطلاق بيد الزوجة والمولى والعدة في طلاق المعتدة

32) رسالة في حكم حمل الجنازة إلى المقبرة

33) رسالة في حكم حمل الجنازة، مختلفة عن الأخرى

34) رسالة في حكم دعوى اليد

35) رسالة في حكم شرف ولد الشريفة

36) رسالة في حكم عزل السلطان للقاضي

37) رسالة في حكم فناء الدار

38) رسالة في حكم قصر الصلاة في طريق جدة

39) رسالة في عدم إرث الزوج من المفارقة بالمرض بالجب والعنة

40) رسالة في عدم جواز التلفيق، رد فيه على مكي فروخ

41) رسالة في عدم جواز صلاة الرجال خلف صف النساء

42) رسالة في عدم دخول أولاد البنات في مسمّى أولاد الأولاد

43) رسالة في عدم سقوط المعلوم

44) رسالة في عدم صحة عزل القوام

45) رسالة في عدم ضمان الصيرفي

46) رسالة في فرائض الصلاة وشرحها

47) رسالة في فساد الإقرار

48) رسالة في فسخ إحرام الصبي

49) رسالة في كراهية لبس الأحمر

50) رسالة في معنى الاستحسان والقياس

51) رسالة في معنى العقر والإبانة في زمن سقوط النفقة المفروضة دون المستدانة

52) رسالة في معنى تعلق الوجوب والضمان بالذمة

53) رسالة في من علق طلاق زوجته بالبراءة من المهر ونفقة العدة ومؤنة السكنى

54) رسالة في من يطلق عليه السيد الشريف

55) رسالة في نقض القسمة

56) رسالة فيما إذا طلق وأدعى الاستثناء

آپ کی تحریر کردہ شروحات وحواشی و ختصارات

1) شرح المسايرة لإبن الهام

2) شرح المنسك الصغير للملا رحمة الله

3) شرح الموطأ رواية محمد بن الحسن في مجلدين

4) شرح تصحيح القدوري للشيخ قاسم

5) شرح رسالة مشروعية العمرة المكي في أشهر الحج

6) شرح منسك الشهاوي

7) شرح منظومة ابن الشحنة في العقائد

8) اختصار الطراز المذهب في بيان الصحيح من المذهب، والأصل لشيخه بدر الدين الشهاوي

9) عمدة ذوي البصائر لحل مهمات الاشباه والنظائر، حاشية على الأشباه والنظائر

آخری ایام اور وصال باکمال:

مصادر کتبِ تراجم سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ آپ کا ایک بیٹا "نجیب" تھا، جسکی وفات کے بعد آپ لوگوں سے کنارہ کش ہوگئے اور علمی وتحریری مصروفیات موقوف کردیں۔

آپ کا وصال ۱۶ شوال ۱۰۹۹ھ، یکشنبہ کے روز مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اور اسی دن نماز عصر کے بعد مسجد الحرام میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ قبرستانِ معلیٰ میں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کے قریب دفن کیے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں للہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور سلامتی نازل ہو ان لوگوں پر جنہیں اللہ نے چن لیا ہے۔

حمد وصلاۃ کے بعد، یہ رسالہ اس مسئلہ کے حکم کا بیان ہے کہ کوئی شخص (میقات وحرم کے درمیان کسی مقام مثلاً:) بُستان بنی عامر کی نیت کرے تاکہ اس پر احرام واجب نہ ہو۔ اس (رسالہ) کو لکھنے کا مُحرّک وہ دعویٰ ہے جو بعض مُدعیانِ کلام ومعانی کی طرف سے صادر ہوا ہے (کہ ایسی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے) اور میری جانب سے دلائلِ منقولہ کو ذکر کرنے اور اس حکم کی دلیل کو "امام محبوبی"[1] کی طرف منسوب کرنے کے باوجود انہوں نے مجھ

---

1 - صَدرُ الشّريعة الأصغر، عبيد الله بن مسعود (شارح الوقاية) بن تاج الشريعة محمود بن أحمد المحبوبي (صاحب الوقاية) البخاري الحنفي (ت ٧٤٧ هـ).

فَقِيْه حنفي أُصُولِي، وَمِن عُلَماء الحِكْمَة وَالطَّبِيْعِيَات، شَارِحُ الْوِقَايَةِ، يُقال لَه: "صَدْرُ الشَّرِيْعَةِ الْأصغَر" أَوْ "الثَّانِي"؛ تَميِيزا لَه عَنْ وَالِدِ جَدِّه: "صَدْرُ الشَّرِيعَةِ الْأَكْبَر" أَو "الأَوّلِ" صَاحِب "تَلْقِيْح العُقُوْل فِي فُرُوقِ الْمَنْقُولِ"؛ كَما أَفادَه اللكنوي فِي: "الفَوائِدِ الْبهيةِ".

قَال فِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ:

(فَإن دَخَلَ كوفِيٌّ البُستان؛ لِحاجةٍ فَلَه دُخُوْلُ مكَّةَ غَيرَ محرمٍ، وَوَقتُهُ البُسْتَانَ كَالْبُسْتَاني): بُسْتَان بَنِي عَامرٍ مَوْضِعٌ دَاخلَ الميقَات، خَارج الحرم، فَإذا دَخلَهُ لِحَاجَةٍ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْإِحْرَامُ؛ لِكُوْنِهِ غَيْرُ واجبِ التَّعظِيم، فَإِذا دخلَهُ إلتحقَ بأهلِه، ويجوزُ لأهلِهِ دخولُ مكَّةَ غيرَ محرمٍ؛ لكنَّ إن أرادَ الحجّ، فوقتُهُ البُسْتَان: أي جميعُ الحلّ الذي بين البُسْتَانِ وَالحرمِ =

سے (جواباً) کہا کہ یہ (نیّت) باطل ہے،لہذا میں نے پھر (اس کے جواب میں) شدید کلام کیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے موقف وگمان سے رجوع کر لیا۔ لیکن پھر مجھے خبر پہنچی کہ وہ اب بھی مجالس ومحافل میں میرے اس فتویٰ کا ذکر کرتے ہی رہتے ہیں تو بعض حاضرین اس کا رد کرتے ہیں اور بعض دلیلِ خطابی سے اس کا رد نہیں کرتے۔ لہذا میری خواہش تھی کہ میں بطورِ متنِ (مذہبِ حنفی)، صاحب "المحیط البرہانی"[2] کا کلام ذکر کروں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کامل طور پر اس مسئلہ پر کلام کر دیا ہے اور پھر اس (متن کی) شرح کروں تاکہ مکمل طور پر حکمِ مسئلہ واضح اور ظاہر ہو جائے اور اس کے نتیجے میں مخالف درست مسئلہ کی طرف لوٹ آئے۔

صاحب المحیط البرہانی نے فرمایا کہ:[3][4] **"اور "جامع صغیر" میں ہے کہ آفاقی شخص بستان بنی عامر میں کسی حاجت کی وجہ سے داخل ہوا** (مثلاً) اناج کی تجارت وغیرہ لے لئے جیسا

=

كالبُسْتَاني. (ولا شيءَ عليهما): أي لا شيءَ على البُستاني، وعلى مَن دَخَلَه، (إِن أَحرما مِنَ الحِلِّ ووقفا بِعَرْفةٍ)؛ لأَنَّهما أَحْرَمَا مِنْ مِيْقَاتِهِا.

(شَرْحُ الْوِقَايَةِ ت أبو الحاج، باب مجاوزة الوقت بغير إحرام، 2/ 285)

2 - بُرْهَانُ الدِّيْنِ أَبُو المعَالِي مَحْمُوْد بْنُ أَحْمَدَ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْن عُمر بْن مَازَةَ البخاري الحنفي (ت ٦١٦ هـ)

3 - شرعَ هُنَا مَتنُ الْمحِيْطِ الْبُرْهَانِي بِخطٍّ غَامق مَعَ شَرْحِ العَلامةِ بيرى زَاده الحنفى، وَ مجَرد متن المحيط مذكور في هامش التالي.

4 - وفيه (أى: في الجامع الصغير) أيضاً: رجل دخل بستان بني عامر لحاجة له، فله أن يدخل مكة بغير إحرام، وهو وصاحب المنزل سواء، وبستان بني عامر موضع هو داخل

=

کہ "روضۃ الناطفی"[5] میں ذکر ہے **تو اس (آفاقی شخص) کو بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی شرعی طور پر اجازت ہے۔**

یعنی بُستان بنی عامر میں مقیم رہائشی اور اس میں کسی حاجت کے لئے داخل ہونے والا اس حکم میں بغیر کسی فرق کے یکساں ہیں۔

=

الميقات إلا أنه خارج الحرم، ومعنى المسألة: الآفاقي إذا جاوز الميقات لا يريد دخول مكة، وإنما أراد موضعاً آخر وراء الميقات خارج الحرم نحو بستان بني عامر، وما أشبه ذلك، ثم بدا له أن يدخل مكة لحاجة، فله أن يدخلها بغير إحرام، وهذا هو الحيلة لمن أراد دخول مكة بغير إحرام أن لا يقصد دخول مكة، وإنما يقصد مكاناً آخر وراء الميقات خارج الحرم لحاجة له، ثم إذا وصل إلى ذلك المكان يدخل مكة بغير إحرام، وهذا لأن الذي لا يقصد دخول مكة، وإنما يقصد مكاناً آخر لا يلزمه الإحرام، لا يلزمه لحق الميقات نفسه، بل تعظيماً للبيت، حتى لا يكون القدوم عليه لقصد الزيارة وكأنه تمام التعظيم بالقصد للزيارة مر في البيت وحريمه وهو المواقيت، فإذا لم يرد دخول مكة لو لزمه الإحرام لزمه لحق المواقيت نفسه، وهو لا يلزم لحق المواقيت نفسه، وبعدما وصل إلى ذلك المكان التحق بأهل ذلك المكان، ولأهل ذلك المكان دخول مكة بغير إحرام، فكذلك لهذا الرجل الذي التحق بهم.

(المحيط البرهاني، الفصل الرابع في بيان مواقيت الإحرام وما يلزم بمجاوزتها من غير إحرام، 436/ 2)

5 - أحمد بن محمد بن عمر أبو العباس الناطفي (ت- الري–إيران 446 هـ)، فقيه حنفي، من أهل الريّ. نسبته إلى عمل الناطف. من كتبه (الأجناس – خ) في أوقاف بغداد، و (الفروق) و (الروضة – خ) و (الواقعات) و (الأحكام – خ). (الأعلام للزركلي)

اور بستان بنی عامر حِل میں ایک مقام ہے جو کہ ذاتِ عِرق کی میقات کے اندر ہے اور اس سے مکہ مکرمہ کی مسافت چوبیس میل ہے جیسا کہ کتاب "المبتغی" میں لکھا ہے۔

مگر یہ بُستان، حرم میں داخل نہیں ہے (بلکہ میقات وحرم کے مابین ہے)۔

اس سے یہ بھی اشارہ ملا کہ اگر کوئی شخص حرم کے کسی مقام کی نیت کرے تو اس پر احرام لازم ہوگا جیسا کہ "البدائع الصنائع"[6] میں لکھا ہے۔

اور اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی جب میقات سے گزرے اور اس وقت اس کا حال یہ ہے کہ وہ دخولِ مکہ کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ میقات کے پار لیکن حرم سے خارج حِل میں کسی جگہ کا ارادہ رکھتا ہے جیسے بُستان بنی عامر اور اس کی مثل دوسرے مقامات (پھر اس مقامِ حل میں) اس کا ارادہ بنا کہ وہ مکہ مکرمہ میں کسی حاجت کے سبب داخل ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بغیر احرام کے داخل ہو، جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ یہ مسئلہ مُتون (احناف) میں لکھا ہوا ہے۔

اور یہ جو مسئلہ بیان ہوا ہے کہ بستان بنی عامر کی نیت سے میقات سے (بغیر احرام کے) گزرنا، **تو یہ ایک حیلہ (شرعی) بھی ہے** جو کہ شرعی طور پر گرفت سے بچنے کی راہ ہے، **ایسے شخص کے لئے جو بغیر احرام کے مکّہ یا حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے** اور کسی ممنوع فعل کے ارتکاب سے بچنا چاہتا ہے۔

---

6 . لَوْ أَرَادَ بِمُجَاوَزَةِ هَذِهِ الْمَوَاقِيتِ دُخُولَ مَكَّةَ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُجَاوِزَهَا إِلَّا مُحْرِمًا، سَوَاءٌ أَرَادَ بِدُخُولِ مَكَّةَ النُّسُكَ مِنْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ أَوْ التِّجَارَةِ أَوْ حَاجَةٍ أُخْرَى عِنْدَنَا.

(بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل: بيان مكان الإحرام، 2/164)

اور یہ جو مسئلہ بیان ہوا ہے کہ بستان بنی عامر کی نیت سے میقات سے (بغیر احرام کے) گزرنا، **تو یہ ایک حیلہ (شرعی) بھی ہے** جو کہ شرعی طور پر گرفت سے بچنے کی راہ ہے، **ایسے شخص کے لئے جو بغیر احرام کے مکّہ یا حرم میں داخل ہونا چاہتا ہے** اور کسی ممنوع فعل کے ارتکاب سے بچنا چاہتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب کوئی مکّی، طائفِ میمون یا کسی اور خارجِ میقات مقام پر ہو اور اُس وقت حج کے ایام (اَشہُرِ حج) کا آغاز ہو جائے پھر وہ مکہ (واپس) جانے کا ارادہ کرے تو اب وہ اگر احرامِ (عمرہ) کی نیت کرتا ہے اور (اسی سال) حج کرتا ہے تو ایک ممنوع فعل کا مُرتکِب ہوتا ہے، [7]، اور احرام کی نیت کے بغیر میقات سے گزرنا ممکن نہیں۔

7۔ مکی دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو حقیقتاً مکہ کا رہنے والا ہو، دوسرا وہ جو حدودِ میقات کے اندر کا رہنے والا ہو اگرچہ وہ حقیقت میں مکی نہیں مگر وہ مکی کے حکم میں ہے اور اسے حکماً مکی کہا جاتا ہے۔

یہ دونوں قسم کے لوگ حج کے مہینوں کے علاوہ اگر عمرہ کریں تو کوئی ممانعت نہیں مگر حج کے مہینوں (یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں) دیکھا جائے گا کہ یہ لوگ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں اگر ارادہ حج رکھتے ہوں تو ان کو مذکورہ مہینوں میں عمرہ کرنا منع ہے اگر کریں گے تو مکروہ ہوگا اور اگر اسی سال حج کا ارادہ نہیں رکھتے تو ان کے لئے کوئی ممانعت نہیں ہے،

چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

”واما اگر معتمر مکی است حقیقتاً یا حکماً، اما حقیقہ پس ظاہر است ہر ایشان را عمرہ کردن در غیر اشہر حج مطلقا، و مکروہ است ایشان را عمرہ کردن در اشہر حج چوں قصد داشتہ باشد اداء حج را در این سال، اما اگر قصد حج در این سال ندارند، جائز باشد عمرہ در حق ایشان در اشہر حج، چنانکہ در حق غیر ایشان“ **(حیات القلوب في زيارة المحبوب (فارسی)، باب اول در بیان احرام، فصل دوئم، نوع دوئم، ص ۶۴)**

یعنی عمرہ کرنے والا اگر مکی ہے حقیقتاً یا حکماً، حقیقتاً مکی تو ظاہر ہے مگر حکما تو وہ لوگ ہیں جو مواقیت خمسہ کے اندر رہنے والے ہیں، وہ مکی کے حکم میں ہیں، پس ان کو غیر اَشہرِ حج میں مطلقا عمرہ کرنا جائز ہے۔ اور اگر یہ لوگ اس سال حج

=

اور (دوسری صورت یہ ہے کہ وہ میقات سے گزرتے وقت عمرہ کے بجائے) اگر حج کا احرام باندھے، تو طویل مُدّت تقریباً ایک ماہ تک احرام کی پابندیوں کی مشقت اٹھانی ہو گی۔

(حیلہ کے ذریعہ) اب مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہونے کا ارادہ کرنے والا یہ **شخص میقات سے گزرتے وقت، دُخول مکہ مکرمہ کی نیت نہیں کرے گا** اگرچہ اس کا مقصود اصلی دخول مکہ مکرمہ ہی ہے، **بلکہ وہ صرف حرم (صانہٗ اللہ تعالیٰ من الآفات) سے خارج، میقات کے اندر، کسی مقام کی نیت کرے گا کہ وہاں اس کی کوئی شرعی حاجت ہے۔**

اس کی مثل وہ مسئلہ ہے جو کہ "علامہ فارسی" نے عورت کے سفر کے حکم میں بیان فرمایا کہ:

=

کرنے کا قصد رکھتے ہوں تو ان کو ان کو اشہر حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر اسی سال حج کا قصد نہیں رکھتے تو ان کے حق میں اشہر حج میں عمرہ کرنا جائز ہے، جیسا کہ ان کے غیر کے حق میں.

(العروہ فی الحج والعمرۃ المعروف : فتاویٰ حج و عمرہ، حصہ اول ص: 33، از شیخنا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دام ظلہ)

اور صدر الشریعۃ مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ 'در مختار" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

جو شخص میقات کے اندر رہتا ہے اُس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کا طواف ایک پھیرا بھی کر لیا، اُس کے بعد حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دَم واجب ہے۔ اس سال عمرہ کرلے، سال آئندہ حج اور اگر عمرہ توڑ کر حج کیا تو عمرہ ساقط ہو گیا اور دَم دے اور دونوں کر لیے تو ہو گئے مگر گنہگار ہوا اور دَم واجب۔ **(بہار شریعت، حصہ ششم، حج کا بیان، احرام ہوتے ہوئے دوسرا احرام باندھنا، مسئلہ :۱)**

(قَوْلُهُ مَكِّيٌّ طَافَ لِعُمْرَتِهِ إلَخْ) -- الْجَمْعِ بَيْنَ إحْرَامَيْنِ، وَهُوَ فِي حَقِّ الْمَكِّيِّ وَمَنْ بِمَعْنَاهُ جِنَايَةٌ دُونَ الْآفَاقِيِّ -

(حاشية ابن عابدين رد المحتار ط الحلبي، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، 2/584)

سفر ہجرت میں بغیر محرَم عورت کو نکلنا مباح ہے اور (اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) ہمارے مشائخ نے فرمایا:"وہ عورت مُسافتِ سفر شرعی کا قصد نہ کرے، بلکہ ایک ایک مرحلے کا(علیحدہ) قصد کرے۔

ہمارے شیخ المشائخ نے فرمایا: ہمارے ائمہ کا یہ کلام اس بات کو شامل ہے کہ بلاشبہ اس عورت کا قصدِ اصلی تو اس شہر کی طرف پہنچنا ہے جو کہ اس کی منزلِ مقصود ہے، اور اللہ تو ہر مرحلے پر اس کے دلی مقصود کو بھی جانتا ہے اور اس کی ذکر کی ہوئی (مرحلہ بمرحلہ الگ الگ) نیت کی حالت کو بھی۔

یہی صورت حال مذکورہ مسئلہ میں مراد ہے کہ مشائخ کا قول اس آفاقی کے بارے میں ہے جو مکّہ مکرّمہ میں (مناسک حج وعمرہ) کے علاوہ کسی مقصد سے داخل ہونا چاہتا ہے (تو) وہ میقات کے پار حِل میں کسی مقام کی نیت کرے مثلاً بُستان بنی عامر، پھر جب وہ اس مقام (حِل) میں پہنچے تو (اب) مکّہ مکرّمہ کا قصد کرے۔(مسئلہ مکمل ہوا)

"علامہ طرابلسی" کی کتاب "المناسک" میں ہے:

" اور جو چاہتا ہو کہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہو اس کا حیلہ یہ ہے کہ آفاقی بستان بنی عامر یا حِل میں کسی اور جگہ کی نیت کرے، تو اس پر احرام واجب نہیں ہو گا، کیونکہ اس کا قصد ایک میقات کو پار کرنا ہے۔ اِسے "الکاکی" نے "المحبوبی" کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔(مسئلہ مکمل ہوا)

اس عبارت کے ظاہری معنی سے یہی مُستَفاد ہے کہ اس شخص کا قصد اصلی بالآخر مکّہ مکرمہ میں داخل ہونا تھا پھر اس نے احرام کے لازم ہونے سے بچنے کے لئے (ابتدائی طور پر) بستان (بنی عامر) کا قصد کیا۔

اور ”البحر الرائق“ میں کسی حاجت کے سبب بُستان بنی عامر کی نیت کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے بعد فرمایا: ”فقہاء نے فرمایا: یہاں حیلہ ہے آفاقی کیلئے جب وہ بغیر احرام کے مکّہ مکرّمہ میں داخل ہونا چاہے، تو وہ نیّت کرے کہ وہ داخل ہوگا مقامِ خُلیص میں مثلاً تو (اب) اسکے لئے جائز ہے کہ وہ ”رابغ“ کے میقات سے گزرے، جو کہ میقاتِ ”جحفہ“ کے مُحاذی میقات ہے، شامی اور مصری لوگوں کیلئے۔

اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ قصد (جو حیلہ کے طور پر کیا جائے گا) گھر سے نکلتے وقت شروع ہی سے کرنا ضروری ہے۔ جس جگہ بلا واسطہ پہلے جانا ہے، غالب (و قوی) وہی قصد ہے۔[8] عبارت مکمل ہوئی۔

اس عبارت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس (شخص) کا مقصودِ اصلی (یعنی دخولِ مکّہ) میقات سے احرام کو لازم کردیتا ہے اور محض حِل میں کسی مقام کی نیّت کرنے سے یہ حکم (مُوجِب) ساقط ہوجاتا ہے۔

پھر جب وہ اس مقام (حِل) میں پہنچ جائے تو وہ بغیر احرام مکّہ میں داخل ہوجائے گا۔

یہ احرام کے بغیر دخولِ مکّہ کا جواز اس لئے ہے کہ، جو شخص محض مکّہ میں داخل ہونے کی نیّت نہیں رکھتا بلکہ اس کی نیّت کسی اور مقام کی بھی ہے، اس پر میقات سے (اس مقامِ غیر کی طرف جاتے ہوئے) احرام کی نیت کرنا لازم نہیں، کیونکہ احرام بنفسہٖ میقات کے حق کی

---

8 - وَهَذِهِ حِيلَةُ الْآفَاقِيِّ إذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إحْرَامٍ فَيَنْوِي أَنْ يَدْخُلَ خُلَيْصًا مثلاً فَلَهُ مُجَاوَزَةُ رَابِغٍ الَّذِي هُوَ مِيقَاتُ الشَّامِيِّ وَالْمِصْرِيِّ الْمُحَاذِي لِلْجُحْفَةِ، وَلَمْ أَرَ أَنَّ هَذَا الْقَصْدَ لَا بُدَّ مِنْهُ حِينَ خُرُوجِهِ مِنْ بَيْتِهِ أَوَّلًا، وَالَّذِي يَظْهَرُ هُوَ الْأَوَّلُ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب مجاوزة الميقات بغير إحرام، 3/52)

وجہ سے لازم نہیں ہوتا کہ ہم اسے (یہاں) لازم قرار دیں، بلکہ احرام تو بیت اللہ شریف کی تعظیم کے سبب واجب ہوتا ہے۔

عبارت غیر متعلقہ حصّوں کے حذف کے ساتھ مکمل ہوئی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بُستان بنی عامر میں داخل ہونے والے شخص کی دو حالتیں ہیں:

پہلی: یہ کہ وہ گھر سے نکلتے وقت سے میقات پار کرنے تک بستان بنی عامر (حل کے کسی مقام) کی ہی نیت رکھتا ہے نہ کہ مکّہ کی۔

اور دوسری: حالت یہ ہے کہ اگرچہ اس کا مقصود اصلی (منزلِ مقصود) مکّہ مکرّمہ ہی ہے لیکن وہ بستان بنی عامر کی نیت کر رہا ہے۔

اس (دوسری حالت والے) شخص کے لئے پہلی حالت والے کی طرح مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت احرام کے وُجُوب سے خلاصی کے لیے حیلہ شرعی ہے، جیسا کہ زکوٰۃ وشُفعہ وغیرہ کے مسائل میں (حیلہ شرعی) ہیں۔

اور ایک قصد (یعنی نیّتِ مکہ) پر دوسرا قصد (یعنی نیّتِ حِل) کا وارد کرنا ضرر نہیں دے گا۔ اگرچہ دوسرے قصد کے پائے جانے سے یہ لازم آئے گا کہ وہ عمل جو قصدِ اوّل نے ممنوع قرار دیا تھا مُباح ہو جائے گا۔

اور اس میں اشکال[9] ہونے کا دعویٰ بلا وجہ ہے، کیونکہ جن مشائخ نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن سے مسائلِ مذہب کو اخذ کیا جاتا ہے۔

9۔ امام اہل سنت امام احمد رضا حنفی قادری ماتریدی (ت 1340ھ) اپنے معرکۃ الآراء فتاویٰ "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ" جلد 8، ص 244 (ط۔ رضا فاونڈیشن) پر سفر سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

=

=

ذخیرہ وہندیہ میں ہے: الحیلةللافاقی إذا أراد دخول مكة من غیر احرام من المیقات، أن لا یقصد دخول مكة وإنما یقصد مكانا اٰخر وراء المیقات خارج الحرم: نحو بستان بنی عامر، ثم اذا وصل ذلك الموضع یدخل مكة بغیر احرام۱ـ(ملخصًا)

اس آفاقی کے لئے جو دخول مکہ بغیر احرام کے چاہتا ہے حیلہ یہ ہے کہ وہ دخول مکہ کا ارادہ نہ کرے بلکہ میقات کے اندر کسی اور جگہ اکا ارادہ کرے جو خارج حرم ہو مثلاً بنی عامر کے بستان، تو جب وہاں پہنچ جائے تو اب مکہ میں بغیر احرام داخل ہو جائے۔(ت)۔

(۱ـ فتاوٰی هندیة، كتاب الحیل، الفصل الخامس فی الحج، ٦/ ٣٩٣، المطبعة الكبري — مصر، الطبعة الثانیة، ١٣١٠ ھـ)

مسلک متقسط میں ہے : ذكر الفقهاء فی حیلة دخول الحرم بغیر احرام ان یقصد بستان بنی عامر ثم یدخل مكة.. فالوجه فی الجملة ان یقصد البستان قصداً أوّلیاً، ولا یضرة قصده دخول الحرم بعده قصداً ضمنیا أوعارضیا، كما اذا قصد هندی (مدني) جدة لبیع وشراء أولاً، و یكون فی خاطره أنه إذا فرغ منه أن یدخل مكة ثانیا بخلاف من جاء من الهند مثلاً بقصد الحج اولاً، وأنه یقصد دخول جدة تبعا، ولو قصد بیعاً وشراء. ٢ـ اھ تلك النقول باختصار.

فقہاء نے بغیر احرام، حرم میں داخل ہونے کے لئے یہ حیلہ بیان کیا ہے کہ وہ شخص بستان بنی عامر کا ارادہ کرے پھر وہاں سے مکہ میں داخل ہو جائے اور فی الجملہ وجہ یہ ہے کہ اس نے اوّلاً بستان کا ارادہ کیا تھا تو اس کے بعد حرم میں داخل ہونا ضمناً اور عارضی ہونے کی وجہ سے نقصان دہ نہیں ہو سکتا جیسے کہ ہندی شخص اوّلاً بیع وشر کے لئے جدہ کی نیت کرکے آیا ہے اور ذہن میں تھا کہ فارغ ہو کر ثانیاً مکہ چلا جائے گا بخلاف اس شخص کے جو ہندوستان سے اولاً حج کے ارادے سے آتا ہے اور وہ جدہ میں دخول کا ارادہ تبعاً رکھتا ہے اگرچہ وہ بیع وشراء کا ارادہ رکھتا ہو اھ اختصار کے ساتھ نقول ختم ہو گئیں، (ت)۔

(٢ــ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط مع ارشاد الساری، فصل فی مجاوزة المیقات الخ،ص:١٢١ –١٢٣، ط: المكتبة الإمدادیة، مكة المكرمة، الطبعة الأولي، ١٤٣٠ ھـ.)

ظاہر ہے کہ جب اس کی نیت حاضری مکہ معظمہ ہے تو جدہ کا ارادہ کرلینے سے دل کا وہ خیال ہرگز منتفی نہ ہوا ولہذا علماء اسے بلفظ حیلہ تعبیر اور خود ارادہ دخول مکہ بغیر احرام سے تصویر فرماتے ہیں اگر قصد مکہ منتفی ہو جاتا تو ان

=

=

عبارات کا اصلاً کوئی محل و محمل نہ تھا، ہاں یہ ہوا کہ قصد مکہ باعتبار مآل واستقبال رہا، قصداً اول جدہ کے لئے قرار پایا ،جیسا کہ بحر الرائق وردالمحتار وشرح لباب سے گزرا۔ **اسی بنا پر علمائے کرام نے مجاوزتِ میقات بلا احرام جائز فرمائی ہے حالانکہ خیال مکہ یقیناً اول سے موجود ہے تو ثابت ہوا کہ جب دو نہایت مختلف مقصود بالذات ہوں تو قصد مقارن، خاص حصہ اولٰی ہے اور ثانیہ کے لئے وہی مآل واستقبال کا خیال** ، جیسا کہ عبارت مولانا علی قاری:

و یکون فی خاطرہ انہ اذا فرغ منہ ان یدخل مکۃ ثانیاً.(اس کے ذہن میں ہو کہ وہ فارغ ہو کر ثانیاً مکہ چلا جائے گا۔ت) نے روشن کر دیا یہ قصد حقیقۃً قصد بالفعل نہیں۔

ولہذا، اسی کو ذخیرہ وہندیہ میں باآنکہ شروع تصویر مسئلہ بلفظ: أراد دخول مکۃ من غیر إحرام (بغیر احرام دخول مکہ کا ارادہ رکھتا ہے،ت) بلفظ ان لا یقصد دخول مکۃ ۔ (دخول مکہ کا اردہ نہ کرے۔ت) تعبیر فرمایا۔

......

وبهذا التحقيق الشريف الفائض على قلب العبد الضعيف من فيض الفتاح العليم الخبير اللطيف ولله الحمدطاح وزاح ماكان يورد على هذا الاحتيال من الاشكال الذى اضطربت فيه الاقوال وكثر فيه القيل والقال واختلف فى حله افهام الرجال وكان اقرب من جنح الى ماجنحت اليه العلامة القارئ الجلى الافضال ولقد احسن اذا استشكل بتظافر العلما على ذكر هذه الحيلة كلام الباب الموهم لاختصاص المسألة بمن حث له قصد مكة بعد دخول البستان ولم يكن فى خاطره دخول الحرم من قبل اصلا وعكس العلامة الفاضل الشامى فى ردالمحتارومنحة الخالق فاستشكل بظاهر الباب ماتظافرت علية كلمات الائمة اولى الالباب. بما وقفنا المولٰى سبحانه وتعالٰى ظهر، أن قصد الحرم مطلقا اوقصد اوليا اوعصر القصد فى البستان مع الاحتيال لمن يريد الحرم بلا احرام والحمدلله على ابانة الصواب واصابةالمرام.

اس مبارک تحقیق (جو اس عبد ضعیف کے دل میں فتاح، علیم، خبیر اور لطیف ذاتِ اقدس نے فیض کے طور پر فرمائی) سے للہ الحمد اس حیلہ پر وارد ہونے والا وہ اعتراض رَد ہو گیا جس میں اقوال مضطرب اور کثرت قیل وقال تھی اور اس کے جواب میں لوگوں کے ذہن مختلف تھے اور جس کی طرف میرا ذہن گیا اس کے قریب تر، علامہ علی قاری ہیں اور انھوں نے لباب میں نہایت ہی احسن بات کی جب کثرت کے ساتھ حیلہ بیان کرنے والے علماء

=

اور ہم جس مسئلہ کی بات کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں مذہب (حنفی) کے کسی اُصول (یا قاعدے) کی مخالفت بھی نہیں ہوتی، کہ کسی کو اِس مخالفتِ اُصول پر اشکال ہو۔

اور "علّامہ زین الدّین ابن نُجَیم" نے جو گھر سے نکلتے وقت ہی قصدِ (حِل) کے واجب ہونے پر اعتماد کیا ہے[10] یہ غیر واضح بات ہے۔[11]

=

کے کلام سے اشکال ظاہر کیا تو لباب کے کلام سے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ فقط اس شخص کیلئے ہے جسے دخول بستان کے بعد دخول مکہ کا شوق ہوا اور اس سے پہلے دخول حرم کا قطعاً اس کے ذہن میں نہ تھا علامہ شامی نے ردالمحتار اور منحۃ الخالق میں اس کا عکس کیا تو لباب کی ظاہر عبارت سے ائمہ کے مجموعی کلام پر اشکال پیدا ہوگیا،
اللہ تعالیٰ کی توفیق و مہربانی واضح ہوگیا کہ اس میں کوئی صعوبت اور اشکال نہیں اور کوئی مخالفت نہیں خواہ حرم کا قصد بالکل نہ ہو یا قصد اولیٰ نہ ہو یا قصد بستان کا ہی ہو، اس کے لئے جو حیلہ کے ساتھ حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا چاہتا ہو، صواب کے ظہور اور مقصد کے حصول پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔(ت)

(فتاویٰ رضویہ؛ج8؛ص244،رضا فاؤنڈیشن)

10- وَهَذِهِ حِيلَةُ الْآفَاقِيِّ إذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إحْرَامٍ فَيَنْوِي أَنْ يَدْخُلَ خُلَيْصًا مِثْلًا فَلَهُ مُجَاوَزَةُ رَابِغٍ الَّذِي هُوَ مِيقَاتُ الشَّامِيِّ وَالْمِصْرِيِّ الْمُحَاذِي لِلْجُحْفَةِ، وَلَمْ أَرَ أَنَّ هَذَا الْقَصْدَ لَا بُدَّ مِنْهُ حِينَ خُرُوجِهِ مِنْ بَيْتِهِ أَوَّلًا، وَالَّذِي يَظْهَرُ هُوَ الْأَوَّلُ فَإِنَّهُ لَا شَكَّ أَنَّ الْآفَاقِيَّ يُرِيدُ دُخُولَ الْحِلِّ الَّذِي بَيْنَ الْمِيقَاتِ وَالْحَرَمِ، وَلَيْسَ ذَلِكَ كَافِيًا فَلَا بُدَّ مِنْ وُجُودِ قَصْدِ مَكَان مَخْصُوصٍ مِنْ الْحِلِّ الدَّاخِلِ الْمِيقَاتِ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ، وَإِلَّا فَالظَّاهِرُ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ إذَا نَوَى إقَامَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فِي الْبُسْتَانِ فَلَهُ دُخُولُ مَكَّةَ بِلَا إحْرَامٍ، وَإِلَّا فَلَا، لكِنَّ ظَاهِرَ الْمَذْهَبِ الْإِطْلَاقُ.

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب مجاوزة الميقات بغير إحرام، 3/52)

11 - قال العلامة الشامي **في حاشِية منحة الخالق علي البحر:**

=

"بدائع الصنائع" میں میقات سے گزرنے کے مسائل کے بیان کے بعد فرمایا:

"یہ اس وقت ہے جبکہ حج و عمرے کی نیت سے یا مکہ یا حرم میں داخل ہونے کی نیت سے بغیر احرام، پانچ میں سے کسی ایک میقات سے گزرے، جب کہ یہ ارادہ نہیں بلکہ صرف کسی حاجت کے سبب بُستان بنی عامر یا کسی اور جگہ (حِل) میں آنا چاہتا ہے تو اس پر کچھ نہیں۔"([12])عبارت مکمل ہوئی، تو اس میں غور کرو۔

اور حق اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اور انصاف کرنے والے اور 'بے جا' نہ کرنے والے شخص کے لئے لیے اس قدر کلام کافی ہے۔

اور انصاف سے کام لینا علماء اشراف کی پہچان ہے۔

=

(قَوْلُهُ: وَالَّذِي يَظْهَرُ هُوَ الْأَوَّلُ إلَخْ) قَالَ: فِي النَّهْرِ الظَّاهِرُ أَنَّ وُجُودَ ذَلِكَ الْقَصْدِ عِنْدَ الْمُجَاوَزَةِ كَافٍ وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا فِي الْبَدَائِعِ بَعْدَمَا ذَكَرَ حُكْمَ الْمُجَاوَزَةِ بِغَيْرِ إحْرَامٍ قَالَ: هَذَا إذَا جَاوَزَ أَحَدٌ هَذِهِ الْمَوَاقِيتَ الْخَمْسَةَ يُرِيدُ الْحَجَّ أَوْ الْعُمْرَةَ أَوْ دُخُولَ الخ-
فَاعْتَبَرَ الْإِرَادَةَ عِنْدَ الْمُجَاوَزَةِ كَمَا تَرَى. اهـ.

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري، كتاب الحج، باب مجاوزة الميقات بغير إحرام، 3/53)

12 هَذَا إذَا جَاوَزَ أَحَدَ هَذِهِ الْمَوَاقِيتِ الْخَمْسَةِ يُرِيدُ الْحَجَّ أَوْ الْعُمْرَةَ أَوْ دُخُولَ مَكَّةَ أَوْ الْحَرَمِ بِغَيْرِ إحْرَامٍ، فَأَمَّا إذَا لَمْ يُرِدْ ذَلِكَ، وَإِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ بُسْتَانَ بَنِي عَامِرٍ أَوْ غَيْرَهُ لِحَاجَةٍ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔**(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الحج، فصل بيان مكان الإحرام، 2/166)**

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ کروں یا گمراہ کیا جاؤں یا میں سیدھی راہ سے پھسلوں یا پھسلا دیا جاؤں یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں جہالت کی بات کروں یا میرے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کیا جائے۔

رحمت و سلامتی نازل ہو ہمارے آقا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تمام آل اور اصحاب پر۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••••••

رسالہ مکمل ہوا

متن الرسالة: جواب عن دخول بستان بنى عامر للتخلص من الإحرام

لشيخ الإسلام مفتي مكة مكرمة؛

العلامة ابراهيم بن حسين بن احمد الحنفي؛ المعروف بـــ بيرى زاده

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، وسلام على الذين اصطفى وبعد، فهذا حكم مسألة من قصد دخول بستان بني عامر، لدفع وجوب الإحرام عنه، دعته إليه دعوى صدرت من بعض الناس مدع (١) فهم المنطوق والمفهوم، وشافهني لما ذكرت له من النقول، بأن ذلك باطل، مع عزوي للمنقول للإمام المحبوبي وغيره! فقمعته عند ذلك بالكلام الشديد، حتى رجع عما في ظنه، لكن بلغني أنه لم يزل يذكرني في المحاضر، فبعضهم يرده، وبعضهم لا يرد له خطابًا، فأحببت أن أجعل كلام صاحب المحيط البرهان (٣) متنا، لأنه رحمه الله استكمل الكلام في المسألة على الوجه الأكمل، وأشرحه ليظهر الحكم غاية الظهور، ويرجع المنازع للصواب.

قال رحمه الله: (وفيه) أي: الجامع الصغير (رجل) أفقي (دخل بستان بني عامر لحاجة) من تجارة حَبّ ونحوها، كما في روضة الناطفي، (فله) بالإذن الشرعي (أن يدخل مكة) المكرمة (بغير إحرام، وهو) أي: الرجل الداخل

لقضاء حاجة (وصاحب المنزل) أي المتوطن البستان (سواء) أي: في الحكم بلا فرق.

(و بستان بني عامر موضع) في الحل (داخل الميقات) أي: ذات عرق، ومنه إلى مكة أربعة وعشرون ميلا، كما في المبتغى (إلا أنه) أي: البستان (خارج الحرم) أشار بهذا، لأنه لو قصد محلا في الحرم يجب عليه الإحرام، كما في البدائع.

(ومعنى المسألة أن الآفاقي إذا جاوز الميقات) والحال أنه حال المجاوزة (لا يريد دخول مكة، وإنما أراد) أي: قصد (موضعا آخر وراء الميقات) من الحل (خارج الحرم نحو بستان بني عامر ، وما أشبه ذلك، ثم بدا له) أي طرأ له (أن يدخل مكة لحاجة، فله أن يدخلها بغير إحرام) لما مر . وهذه مسألة المتون.

(وهذا) المذكور من جواز مجاوزة الميقات لمن أراد دخول البستان الحاجة، (هو الحيلة) أي: المخلص الشرعي لمن أراد أي قصد (دخول مكة) أو الحرم (بغير إحرام)، هروبا عن منهي عنه. كالمكي إذا دخلت عليه أشهر الحج، وهو بالطائف الميمون أو غيره خارج المواقيت، ثم قصد مكة ، فإن أحرم وحج كان مرتكبا أمرًا منهيًا عنه، ولا يمكنه مجاوزة الميقات بلا إحرام.

وإن أحرم بالحج تحصل له مشقة بالإحرام لطول المدة، كشهر ونحوه، (لأنه) أي: مريد دخول مكة بلا إحرام (الآن) أي: وقت المجاوزة (لا يقصد دخول مكة)، وإن كان قصده الأصلي دخول مكة، وإنما يقصد مكانًا آخر وراء

الميقات خارج الحرم) صانه الله تعالى من الآفات (الحاجة) شرعية (له ثمة).

ونظيره ما قاله العلامة الفارسي في حكم سفر المرأة: وفي سفر الهجرة يباح الخروج بدون المحرم. قال مشايخنا: لا تقصد السفر، ولكن تقصد مرحلة فمرحلة. انتهى.

قال شيخ مشايخنا: هذا كلام أئمتنا، ولا يخلو عن شيء، إذ لا شك أن قصدها الأصلي الوصول إلى المصر التي هي المقصد، والله يطلع على قصدها مرحلة فمرحلة، والحال ما ذكر أي: عنى فيه ؛

وهذا قولهم في الآفاقي المريد دخول مكة بدون نسك، يقصد محلا في الحل دون المواقيت كبستان بني عامر، ثم إذا وصل إليه يقصد مكة. انتهى.

وفي مناسك العلامة الطرابلسي: والحيلة لمن أراد دخول مكة بغير إحرام، أن يقصد الآفاقي بستان بني عامر أو غيره من الحل، فلا يجب الإحرام لأن قصده مجاوزة ميقات واحد. ذكره الكاكي عن المحبوبي. انتهى. أفاد بظاهره أن قصده الأصلي دخول مكة، ثم قصد البستان لدفع الموجب للإحرام.

وفي البحر بعد أن قرر مسألة ما إذا قصد البستان لحاجة، قال: قالوا: وهنا حيلة الآفاقي إذا أراد أن يدخل مكة بغير إحرام، فينوي أن يدخل خُلَيْصًا مثلا، فله مجاوزة رابغ الذي هو ميقات الشامي والمصري المحاذي للجحفة. ولم أر أن هذا القصد لا بد منه حين خروجه من بيته أولا، والذي يظهر هو الأول. انتهى. أفاد بظاهره أن قصده الأصلي الموجب للإحرام من الميقات بمجرد أن ينوي محلا في الحل، يسقط الموجب.

(ثم إذا وصل إلى ذلك المكان يدخل مكة بغير إحرام، وهذا) أي: جواز دخول مكة بغير إحرام (لأن الذي لا يقصد دخول مكة قصدًا محضا (وإنما يقصد مكانا آخر، لا يلزمه الإحرام من الميقات له، (لأن الإحرام لا يلزمه بحق الميقات نفسه.) حتى نلزمه بالإحرام، (بل) وجب) تعظيما (للبيت) الشريف. (انتهى) مع حذف ما لا نحتاج إليه في المقصود.

والحاصل أن من قصد البستان له حالتان:

الأولى:

أن يقصد البستان من حين خروجه من داره إلى عند مجاوزة الميقات لا مكة؛

والحالة الثانية:

أن يقصد من يقصد البستان وإن كان قصده الأصلي دخول مكة، فيجوز له دخول مكة في هذا الوجه، كما تجوز له المجاوزة في الأول، لكن على وجه التخلص من وجوب الإحرام عليه، كما في الزكاة والشفعة وغير ذلك... ولا يضر ورود قصد على قصد، وإن لزم من القصد الثاني إباحة ما منعه القصد الأول، مع وجوده.

ودعوى أنه مشكل لا وجه له، لأن المشايخ الذين قرروا ذلك هم الذين يؤخذ عنهم المذهب، وليس هناك قاعدة قد أدى ما نحن فيه إلى مخالفتها، حتى يستشكل بناء عليها؛(٣) وجزم العلامة زين الدين بن نجيم بوجوب القصد حين خروجه من بيته، غير واضح.

قال في البدائع بعد ذكر فروع المجاوزة للميقات : هذا إذا جاوز أحد المواقيت الخمسة يريد الحج والعمرة، أو دخول مكة أو الحرم، بغير إحرام؛ فأما إذا لم يرد ذلك، وإنما أراد أن يأتي بستان بني عامر أو غيره، لحاجة، فلا شيء عليه. انتهى فتأمله، والحق أحق بالاتباع. وفي هذا القدر كفاية لمن أنصف ولم يتعسف، والإنصاف سيمة العلماء الأشراف.

اللهم إني أعوذ بك من أن أضل أو أُضِل، أو أزل أو أزل، أو أظلم أو أظلم، أو أجْهَل أو يُجْهَل علي ! وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين !(٤)

******

(١) كذا، والصواب مدعيا.

(٢) كذا، والصواب البرهاني.

(٣) في الهامش: ولهذه المسألة نظير مال في الفارسي.

(٤) جاء في آخر النسخة قال مؤلفها مولانا الشيخ إبراهيم بيري: وكان الفراغ من ذلك في ليلة الثلاثاء، بعد صلاة العشاء، في ذي الحرام سنة ١٠٦٠ ؛ والحمد الله أولا وآخرا. والتي تلي هذه شرح فرائض الصلوات الخمس لمولانا الشيخ إبراهيم بن محمد حسين بيري الحنفي، وقد سماها بغية الخاص والعام.

مصادر و مراجع

البحر الرائق، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري، ت ٩٧٠ هـ، دار الكتاب الإسلامي، الطبعة: الثانية.

بدائع الصنائع، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي، ت ٥٨٧ هـ، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ

بهار شريعت(الأردية) ، صدر الشريعة مفتي محمد امجد علي اعظمي ١٣٦٧ هـ، مكتبة المدينة، كراتشي.

حاشية منحة الخالق علي البحر الرائق، محمد أمين بن عمر المعروف بـ ابن عابدين، الدمشقي الحنفي، ت ١٢٥٢ هـ، ، دار الكتاب الإسلامي، الطبعة: الثانية.

حيات القلوب في زيارة المحبوب (فارسي)، المخدوم محمد هاشم بن عبد الغفور السندي التتوي الحنفي ١١٧٤ هـ، إدارة المعارف، كراتشي، ١٣٩١ هـ

ردالمحتار علي درالمختار، محمد أمين بن عمر المعروف بـ ابن عابدين، الدمشقي الحنفي، ت ١٢٥٢ هـ، ط: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي بمصر، الطبعة: الثانية ١٣٨٦ هـ

شرح الوقاية، صدر الشريعة الأصغر، عبيد الله بن مسعود بن محمود بن أحمد المحبوبي البخاري الحنفي، ت ٧٤٧ هـ، دار الوراق – عمان، الأردن، الطبعة: الأولى، ٢٠٠٦ م

العروة في الحج و العمرة (فتاوي حج و عمره) ، شيخ الحديث مفتي محمد عطاء الله النعيمي الحنفي السندي، الطبعة : جمعية اشاعة اهل السنة، باكستان، ١٤٢٨ هـ

العطاياة النبوية في الفتاوي الرضوية ، الإمام أحمد رضا حنفى قادرى ماتريدى، ت ١٣٤٠ هـ، رضا فاؤنديشن،لاهور، باكستان.

الفتاوى الهندية، لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي، دار الفكر / المطبعة الكبري – مصر، الطبعة: الثانية،١٣١٠ هـ

المحيط البرهاني، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد المعروف بـ ابن مَازَةَ البخاري الحنفي، ت ٦١٦ هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ

المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، (شارح) الملا علي بن سلطان الهروي الحنفي القاري ١٠١٤ هـ، (ماتن)العلامة رحمة الله السندي المكي الحنفي. ت ٩٩٣ هـ ط: المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطبعة الأولي، ١٤٣٠ هـ.